تہوار اور جشن

ہندوستانی مسلمانوں میں دو تہوار ایسے ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور بالکل ہندوستانی اثرات کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً تعزیہ داری اور شب برات۔ تعزیہ داری سنّی اور شیعہ دونوں کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں، دونوں ماتم، نوحہ و گریہ کرتے تھے بچوں کو حضرت امام حسین کے نام کا سقہ بنا کر تعزیوں کے نیچے سے نکلنے کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ محرم کی یکم سے دہم تک چوڑیاں پہننا، مہندی لگانا، نفیس کپڑے زیب تن کرنا، تیل، عطر استعمال کرنا، پان کھانا، شادی بیاہ کرنا ناجائز خیال کیا جاتا تھا اور ہر طرح سے ان دونوں کا احترام کیا جاتا تھا[1] ان دنوں کھچڑا پکا کر لوگوں کو کھلایا جاتا تھا اور اس موقع پر دیوالی دسہرہ وغیرہ کی کچھ رسومات ادا ہوتی تھیں۔ خواجہ رحمت اللہ کا بیان ملاحظہ ہو

تو ملیدے پر اگر رکھے چراغ	سقر میں آتش کے کیا دے داغ
تو نکو جھنڈا اچھڑا کس نام سے	داخل دوزخ نہ ہو بدکام سے
بھی دیوالی اور دسہرے کے نمن	کافران سا کر نکو چیترا نمن

شب برات کے جشن یا تہوار کا مسلمانوں میں کب اور کیسے رواج ہوا اس کی تفصیل کتابوں میں دستیاب نہیں ہوئی۔ حالانکہ بعد میں مسلمانوں نے اس کے جواز میں سیکڑوں دلیلیں پیش کی ہیں۔ مگر قرون وسطیٰ میں ایسی کوئی تحریر میری نظر سے نہیں گزری جس میں اس جشن کو اسلامی بتایا گیا ہو۔ صرف شمس سراج عفیف پہلا ہندوستانی مورخ ہے جس نے اس تہوار کا ذکر کیا ہے اور اس نے فیروز شاہ تغلق کے عہد میں اس جشن کے منعقد ہونے، آتش بازی وغیرہ چھوڑنے اور اس موقعہ کے دیگر کھیل تماشوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے[2] مگر اس نے اس سے متعلق رسموں کا ذکر نہیں کیا۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں ہمیں شاہ ولی اللہ، شاہ اسمٰعیل شہید۔ اور سید احمد بریلوی

---

[1] برائے تفصیل حیات طیبہ ص ۱۵۷، ہفت تماشا۔ ص ۱۵۴، ۱۵۵۔ ہدایت المومنین ص ۱۶، ۱۷۔

سہاگن نامہ (از خواجہ رحمت اللہ) ص ۷۔ ہدایت نامہ از شاہ ابوالحسن) ص ۲۰۔ رسالہ تعزیہ داری مصنف نامعلوم) ص ۱۰، ۲۰

[2] تاریخ فیروز شاہی (ا۔ت) ص ۹۶، ۲۴۹۔ ۲۵۰

کی تصانیف میں ان کا تفصیل سے ذکر ملتا ہے۔ بقول انکے کناگت اور شب برات میں بڑی حد تک مماثلت پائی جاتی تھی۔ کناگت میں جو ہندوؤں کے ہاں مردوں کی فاتحہ کے لیے سالانہ حلوا پوری پکائی جاتی تھی مسلمانوں نے اس رسم کو شب برات کے حلوے پوری سے اس کا تبادلہ کرلیا اور دیگر کچھ اور رسمیں اسمیں شامل کرلیں[1] چہار شنبہ[2] ماہِ رجب اور شعبان کی رسمیں بھی ہندوانہ رسموں کی تقلید میں وجود میں آگئیں[3]

---

[1] حیات طیبہ ص ۱۵

[2] سہاگن نامہ ص ۱۴، برائے تفصیل جشن شب برات ملاحظہ ہو۔ نادرات شاہی

[3] سہاگن نامہ ص ۲۶ ـ ۲۷

(باقی)

سنکارا

دان بھر کے لیے

تیزی کے ساتھ

توانائی بخشنے والا

بوٹیوں اور وٹامنوں سے بھرپور مرکب

ہمدرد

ادبیات

قصیدہ نعت

سیّد المرسلین علیہ الصّلوٰۃ و التسلیم

جناب سید غلام سمنانی لکچرر شعبۂ انگریزی، دہلی کالج، دھلی

اللہ ری نمو بخشی بستانِ تمنا
ہر خار میں ہے نزہتِ ریحانِ تمنا

روشن ترے دم سے ہے شبستانِ تمنا
اے راحتِ دل، سرو خرامانِ تمنا

آئے ہیں لئے بادیہ گردانِ تمنا
دل میں خلشِ خارِ مغیلانِ تمنا

ہے درد ترا نازشِ ایمانِ تمنا
ہے یاد تری مروحہ جنبانِ تمنا

ہے نام ترا باعثِ تسکین دل وجاں
ہے ذکر ترا زینتِ عنوانِ تمنا

اک بار اِدھر بھی نگہِ لطف و کرم ہو
اے شانہ کشِ زلفِ پریشانِ تمنا

آئی تھی کبھی میرے جنوں زار وفا میں
اک موجِ نسیم چمنستانِ تمنا

بس ایک نفس بادِ نفس بخش دو مجھکو
کرنا ہے رفو چاک گریبانِ تمنا

کچھ یاد کرو خلوتِ اسرار میں اک رات
باندھا تھا کبھی تم نے بھی پیمانِ تمنا

پوشیدہ ہے کیوں شاہدِ زیبائے تصور
مستور ہے کیوں یوسفِ کنعانِ تمنا

کیوں بھول گیا ساقیِ خمخانۂ الفت
ہیں بیٹھے ہوئے بادہ گسارانِ تمنا

کِھل جاتا مرا غنچۂ افسردۂ دل بھی
چلتی جو کبھی بادہ بہارانِ تمنا

اب تک ہے خمارِ شبِ دوشیں مرے سر میں
اے بادۂ سرجوشِ خمستانِ تمنا

ہر غمزۂ جانسوز ہے ممنونِ جراحت
ہے حسن بھی شرمندۂ احسانِ تمنا

ہر سانس میں ہے نکہتِ گیسوئے معنبر
پیوست رگ جاں میں ہے پیکانِ تمنا

ہر لمحہ عبادت تری زلفوں کی شکن سے
دیکھے تو کوئی شامِ غریبانِ تمنا

شائستۂ ہر ناوک غم سینۂ پر شوق
اس دل کے سوا کچھ نہیں شایانِ تمنا

رہ جائے اگر یہ بھی سلامت تو بڑی بات
ہے دستِ جنوں میں سرِ دامانِ تمنا

دیکھا ہے ستاروں نے بھی ہنگامِ شبِ ہجر
آنکھوں سے رواں سیلِ فراوانِ تمنا

جانے دو مجھے اہلِ خرد جانبِ صحرا
یہ موسمِ وحشت ہے، یہ دورانِ تمنا

شاداب ہے کتنا یہ علف زارِ تخیل
ہیں مائلِ رم آج غزالانِ تمنا

کس طرح کھلیں رازِ حقیقت کی یہ گرہیں
حیرت میں ہیں خود عقدہ کشایانِ تمنا

آؤ کہ بتا دوں تمھیں یہ رمز دلاویز
ہے کون وہ سرنامۂ قرآنِ تمنا

وہ جس سے ابد گیر بنائے حرمِ جاں
وہ جس سے کہ مرصوص ہے بنیانِ تمنا

وہ ختمِ رسل، باعثِ کل، برزخِ کبریٰ
وہ پردہ درِ عارضِ تابانِ تمنا

مطلع

لازم ہے کہ ہو مدحتِ سلطانِ تمنا
یہ مطلع ہو سر مطلعِ دیوانِ تمنا

معمورِ لطافت ہے خیابانِ تمنا
یہ فیضِ جنوں، جوششِ بارانِ تمنا

وہ مقصدِ کونین ہیں، محبوبِ خدا ہیں
وہ روحِ تمنا ہیں، وہی جانِ تمنا

وہ مصدرِ ہر فیض، وہ مقرونِ مکارم
وہ قاسمِ بخشش کدۂ خوانِ تمنا

وہ مظہرِ ابداع وہ محمودِ محامد
وہ گنجِ عمل، کنزِ خرد، جانِ تمنا

وہ مخزنِ الطاف وہ ممدوحِ دو عالم
وہ معدنِ ہر آرزو و کانِ تمنا

وہ منہلِ امواجِ دُرِ بذل و عطایا
وہ گوہرِ یکدانۂ عمّانِ تمنا

وہ منبعِ دریائے سخا، جود و کرامت
وہ دُرِّ عدن، لعلِ بدخشانِ تمنا